بسم اللہ الرّحمن الرحیم

سوانح سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہِ النبی الکریم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل کے حالات میلاد، مولود اور ولادت کا ایک ہی مفہوم ہے۔ یعنی کسی کے پیدا ہونے کا ذکر کرنا۔ کسی کی پیدائش کا تذکرہ کرنا اور کسی کی ولادت کی اطلاع وخبر دینے کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی کے حالات کو بھی بیان کرنا جیسا کی قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے اکثر انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر کرتے ہوئے ساتھ ساتھ انکے زندگیوں کے حالات کو بھی پوری تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

سید المرسلین خاتم النبین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل تمام دنیا جہالت وتاریکی کے عمیق نرغے میں تھی۔ انبیاء اکرام کی تعلیمات کو قریباً پسِ پشت ڈال دیا گیا تھا۔ لوگوں نے ان میں اس قدر ردوبدل کر دیا تھا کہ حقیقت کی تلاش ناممکن ہوچکی تھی۔ یورپ کے باشندوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے برخلاف تثلیث کے عقیدے کو اپنایا تھا یعنی تین خدا مانتے تھے (۱) خدا (۲) عیسیٰ (۳) اور مریم۔ کلیسا جرائم کا مرکز بن چکے تھے اور یہودی اللہ کے نبی عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے، ملک روم میں دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی، امراء اور حکام عیش وعشرت کرتے تھے جبکہ ان کی رعایا بھوک سے مرتی تھی، کمزور اور غریبوں کا جینا دوبھر ہوچکا تھا۔ اسی طرح ایرانی آگ کی پوجا کرتے تھے، تو ہندوستان کا یہ حال تھا کہ کروڑوں دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی تھی، چاند سورج، بجلی، پانی، درخت، سانپ، بندر، گائے، غرض یہ کہ ہر چیز کو خدا بنا رکھا تھا انسانیت کو برہمن، چھتری ویش اور شودر جیسے چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ شودروں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا۔ اور یہی حال برما، سیام، چین، نیپال وغیرہ ایشیاء کے بڑے ممالک کا تھا اور سب بت پرستی کے زد میں تھے اور ملک عرب کا حال تو ان تمام ممالک سے بھی گیا گذرا تھا۔

عرب کے لوگ اپنی بیٹیوں کو قبروں میں زندہ دفن کر کر دیتے تھے تا کہ جنگ میں دشمن کے ہاتھ نہ آئے۔ کوئی گھر کا داماد نہ بنے اور رزق کی کمی کے باعث قتل کر دیتے تھے۔ باپ کے مرنے کے بعد ماں میراث کے طور پر لڑکے کے قبضے میں آجاتی تھی۔ یا تو لڑکا خود اس سے شادی کرتا تھا یا کسی اور کے نکاح میں دے کر مہر حاصل کر لیتا تھا۔ بدفعلی و بدخلقی عام تھی۔ جوا کھیلنا، شراب پینا فیاضی میں شامل تھا۔

چوری، ڈکیتی اور لوٹ مار بہادری میں شامل تھا۔ بت پرستی عام تھی۔ گھر گھر میں بت ہوا کرتے تھے۔ توحید خداوندی کے صرف چند ہی لوگ قائل تھے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو گمراہیوں کے مرکز میں مبعوث فرمایا اور آپ کو پیغام حق دیا۔

میلادالنبی ﷺ

آپ اصحاب فیل کے واقعے کے پچپن روز بعد ۱۲/ربیع الاول شریف بروز پیر مطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء صبح صادق کے وقت اس خاک دان عالم میں جلوہ فرمائے۔ آپ نے زمین پر اُترتے ہی اپنے دستہائے مبارک ٹیک کر رخ زیبا کو آسمان کی طرف اُٹھایا۔ جسم اطہر سے کستوری کی خوشبو آرہی تھی۔ نال کٹا ہوا، چہرۂ اقدس ایسا تھا کہ چاند بھی جس کے سامنے ماند تھا۔ اور آنکھیں سرگی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ جب آپ تشریف لائے تو ستارے بہرے تعظیم جھک گئے، حرم شریف منور ہو گیا مکہ کے ذرات چمک اُٹھے آپ کے آنے سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ ملک شام کے محلات اہل مکہ کو نظر آنے لگے۔ شیطان کا آسمان پر جانا بند ہو گیا، مدائن میں کسرہ کا محل ٹوٹ پڑا اور اس کے چودہ کنگورے گر پڑے جس کا معنی تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد فارس دارالاسلام بن جائے گا۔ فارس کے آتش کدے ایسے سرد ہو گئے کہ ہر چند اں ان میں آگ جلانے کی کوشش کی گئی مگر بے سود رہا۔ ہمدان وقم کے درمیان بحیرہ سادہ جو چھ میل لمبا اور چوڑا تھا خشک ہو گیا۔ (اسی کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی) شام و کوفہ کے درمیان سادہ کی ندی جو خشک تھی لبالب بہہ نکلی۔ غرض یہ کہ پورے عالم میں ایک حیرت انگیز انقلاب کی علامات ظہور پذیر ہونے لگیں۔

سرکار مدینہ ﷺ کا نسب نامہ شریف

حضوراقدس ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن مطلب جوکہ سرکاردوعالم ﷺ کی ولادت سے قبل ہی اپنے والد کے ننہیال بنوعدی بن نجار میں انتقال فرما گئے تھے۔اوردارنابغہ میں ان کا مدفن بنا۔ان کی طرف سے نسب شریف یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ،بن ہاشم ،بن عبدمناف ،بن قصی بن کلاب ،بن مرہ بن کعب،لوی بن فہر،بن مالک ،بن نصر ،بن کنانہ ،بن خزیمہ ،بن مدرکہ ،بن الیاس ،بن مضر،بن ،نزار،بن معد،بن عدنان ۔(بخاری)

حضوراقدس ﷺ کی والدہ ماجدہ جب سرکاردوعالم ﷺ کی عمرشریف چھ سال ہوئی تو آپ کے دادا کے ننہال بنوعدی میں لے گئیں۔جب واپس آئیں توراستے میں ہی مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں۔ان کی جانب سے نسب شریف یہ ہے۔حضرت محمد ﷺ بن آمنہ ،بنت وہب۔عبدمناف ،بن زہرہ، بن کلاب ،بن مرہ،حضور علیہ السلام کے والدین کا نسب نامہ کلاب بن مرہ پرمل جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو عبدالمطلب کواطلاع دی گئی کہ آیئے اورانھیں دیکھئے عبدالمطلب نے آپ کو اُٹھالیا اور کعبۃ اللہ میں گئے۔اوراللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اوراس کے عطاپر شکرادا کرتے رہے پھر آپ کی والدہ کے حوالہ کرکے دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں لگ گئے۔

دودھ پینے کا زمانہ

سب سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت ثوبیہ کا دودھ نوش فرمایا پھراپنے والدہ ماجدہ کے دودھ سے سیراب ہوتے رہے،پھرحلیمہ سعدیہ آپ کولے گئیں اورآپ کواپنے قبیلے میں رکھ کردودھ پلاتی رہیں اور انہیں کے ماس دودھ پینے کا زمانہ گزرا ۔(مدارج النبوۃ،جلددوم)

عبدالمطلب اور ابوطالب کا سرکار کی پرورش کرنا

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد ام ایمن جو کہ باندی تھیں حضرت عبداللہ کی۔ آپ کو لیکر آئیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ جبکہ آپ کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ اور آپ کی کفالت کی ذمہ داری آپ کے چچا ابوطالب نے قبول کی اور حقِ کفالت ادا کیا۔ آپ کو ہر معاملہ میں اپنی اولاد پر مقدم رکھا۔ جب آپ کی عمر بارہ سال ہوئی تو آپ اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ تجارتی قافلہ میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قافلہ شہر مصر پہنچا تو بحیرہ راہب نے آپ کو ان نشانیوں کی وجہ سے پہچان لیا۔ اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ سارے جہان کے سردار ہیں۔ پھر ابوطالب سے کہا کہ انہیں مکہ واپس لے جاؤ۔ ورنہ یہودی انہیں قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ابوطالب شہر بصرہ سے ہی واپس آئے۔ (ترمذی)

حضور کی دعا سے بارش کا برسنا

ایک مرتبہ ملک عرب میں سخت قحط پڑ گیا اور قحط سے سارا عرب جھلس رہا تھا۔ جانور گھاس پانی کے لئے ترس رہے تھے۔ اور انسان دانا پانی نہ ملنے سے تڑپ کر دم توڑ رہے تھے۔ مکہ میں قافلوں کی آمد و رفت بند ہو چکی تھی۔ اور ہر طرف بربادی و ویرانی کا دور دورا تھا۔ ان حالات میں اہلِ مکہ مشورہ کر کے ابوطالب کے پاس دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور ابوطالب حضور ﷺ کو ساتھ لیکر حرم کے قصبہ میں جاتے ہیں۔ اور دیوارِ کعبہ سے ٹیک لگا کر دعا میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ درمیانِ دعا میں حضور ﷺ نے اپنے انگشت مبارک کو اُٹھا دیتے ہیں۔ انگشت مبارک کا اُٹھنا تھا کہ ایک دم چاروں طرف سے بدلیاں نمودار ہوئیں اور فوراً ہی اس زور کا بارانِ رحمت برسا کہ عرب کی زمین سیراب ہو گئی۔ ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ اور زمین سرسبز و شاداب ہو گئیں۔ قحط دفع ہو گیا اور سارا عرب خوشحال ہو گیا۔

شام کا سفر

جب آپ ﷺ کی عمر شریف پچیس سال ہوئی تو آپ کی صداقت و امانت کی شہرت دور دور تک

پھیل گئی اور اہلِ مکہ نے آپ کو صادق وامین کا لقب دیا تھا۔ مکہ میں ایک پاکدامن خاتون خدیجہ بھی رہتی تھیں۔ انھوں نے آپ سے پیش کش کی کہ آپ میرا مال تجارت کے لئے لے جائیں۔ جو اُجرت میں دوسروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنی آپ کو دوں گی۔ آپ ﷺ نے اس درخواست کو قبول کیا اور خدیجہ کے غلام میسرہ کے ہمراہ تجارتی سامان لے کر ملک شام پہنچے۔ بصرہ شہر میں نسطورا راہب کے خانقاہ کے قریب ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے ٹھہرے۔ نسطورا نے جب دیکھا تو میسرہ سے دریافت کیا کہ درخت کے نیچے ٹھہرنے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ شخص حرم کا رہنے والا ہے اور کہا قریشی ہے۔ راہب بولا اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی نہیں ٹھہرا بلاشبہ یہ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ کاش میں ان کے مبعوث ہونے کو پالوں۔ جب آپ ﷺ مکہ واپس لوٹے تو خدیجہ جو بالا خانہ پر بیٹھی تھیں انھوں نے دیکھا کہ بادل آپ ﷺ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ میسرہ نے کہا کہ اے خدیجہ بادل کا سایہ صرف یہیں نہیں بلکہ تمام راہ میں میں نے ایسا ہی دیکھا۔ خدیجہ جو آپ کی امانت کی معترف تھیں۔ مزید قائل ہوگئیں۔

خدیجہ سے نکاح

خدیجہ کے دو نکاح پہلے ہی ہو چکے تھے۔ پہلی شادی ابو ہالہ سے ہوئی تھی جن سے دو لڑکے ہند و ہالہ پیدا ہوئے۔ دونوں صحابی ہوئے۔ ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق مخزومی سے شادی ہوئی۔ جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اس کا نام بھی ہند تھا۔ عتیق کے انتقال کے بعد حضور ﷺ سے نکاح کیا حضور ﷺ کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے سب آپ ہی کے بطن سے ہوئی۔ نکاح کے وقت حضور ﷺ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہ کی عمر چالس سال تھی۔ ان کے بعد سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا پھر حضرت عائشہ صدیقہ پھر حفصہ سے پھر حضرت زنب بنت خزیمہ پھر اُم سلمہ پھر زینب بنت جحش پھر جویریہ پھر اُم حبیبہ پھر صفیہ پھر میمونہ سے۔

غار حرا کی عبادت و وحی کی ابتداء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاہل اور بد اخلاق قوم کے اعمال و افعال سے سخت پریشان رہتے اسی لئے آپ ﷺ غار حرا میں کئی کئی روز بیٹھ کر غور و فکر اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ کبھی کبھی یہ عرصہ چالیس دن تک ہو جاتا تھا۔ جب آپ کی عمر شریف چالیس سال کی ہوگئی تو آپ کو منصب بعثت سے سرفراز کیا گیا۔ ابتدا اس طرح ہوئی آپ اچھے اچھے خواب دیکھتے اور جو خواب دیکھتے وہی ہو جاتا۔ چھ ماہ اسی حالت میں گزرے۔ ایک دن حسب معمول آپ غار حرا میں مصروفِ عبادت تھے کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا اِقْرأ سرکار نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِی میں پڑھنے والا نہیں۔ اس پر فرشتے نے آپ کو زور سے دبا دیا۔ پھر کہا اِقْرأ آپ نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا اسی طرح پھر کہا۔ اور کہا اِقْرأ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر جبرائیل نے آپ کو دبایا پھر کہا اِقْرأ بِاسم ربك الّذی خَلَق ہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقِ ہ اِقْرأ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ہ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَم يَعْلَمْ ۔ ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ آپ نے جب اپنے رب کا نام سُنا تو فوراً پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپ اپنی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ کر تمام واقعہ سُنایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا بولیں یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا۔ سورہ اِقرأ پانچ آیتیں نازل ہونے کے بعد پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یَا اَیُّھَا الْمُدَثِّرُہ قُمْ فَاَنْذِرْہ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْہ وَ ثِيَابَكَ فَطَھِّرْہ وَالرُّجْزُ فَاھْجُرْہ ترجمہ: اے بالا پوش اوڑھنے والے۔ کھڑے ہو جاؤ۔ پھر ڈر سناؤ۔ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔ اور اپنے کپڑے کو پاک رکھو۔ اور بتوں سے دور رہو۔ ان آیات کے نزول کے بعد حضور علیہ السلام نے اسلام کی تبلیغ آہستہ آہستہ شروع کر دی۔ جو لوگ آپ کے بہت قریب تھے اور جن پر آپ ﷺ کو کافی اعتماد تھا۔ سب سے پہلے ان کو تبلیغ کی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حضرات سب سے پہلے ایمان لائے۔

(۱) جوانوں میں آپ کے دوست ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

(۲) بچوں میں آپ کے چچازاد بھائی علی رضی اللہ عنہ۔

(۳) غلاموں میں آپ کے پالے ہوئے زید بن حارث رضی اللہ عنہ۔

(۴) عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔

(۵) حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔

تین سال تک اسلام کی دعوت پوشیدہ رہی۔ جب تین سال پورے ہو چکے تو آیت نازل ہوئی۔

فَاصدَعْ بِمَا تُومَرُ وَاَعرِضْ عَنِ المُشرِکِینَ (حجر) ترجمہ :تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منھ پھیر لو۔ نیز یہ بھی کہا گیا کہ تبلیغ کا کام اپنے قریبی رشتہ داروں سے شروع کیجئے۔ جب علی الاعلان اسلام کی تبلیغ شروع ہوئی تو مشرکین نے اسلام کے مبلغوں کو سخت اذیتیں دینا شروع کیا۔

حضرت بلال کے گلے میں رسی ڈال کر انھیں گھسیٹا گیا، ان کو گرم گرم پتھر پر لیٹایا گیا، کوڑے برسائے گئے، حضرت عمار کے والدین کو شہید کیا گیا۔ ابوفقیہ کو پتھریلی زمین پر گھسیٹا گیا۔ تو کسی کو چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیا گیا۔ کسی کو اونٹ و بیل کی کھالوں میں بند کر کے دھوپ میں پھینک دیا گیا۔ غرض کہ ایسی تکلیفیں اسلام کے مبلغوں کو ہی نہیں دی گئی بلکہ خود بانئ اسلام حضور اقدس ﷺ کو بھی دی گئی۔ آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔ آپ کے گردن میں جال ڈال کر بل دیا گیا۔ سجدے کی حالت میں آپ کے پشت پر نجاست رکھی گئی۔ طائف میں سنگ برسائے گئے۔ ابولہب کے قیادت میں ایک پچیس رکنی کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں آپ کو تکالیف دینے کے نئے نئے طریقے معلوم کئے جاتے ان تکالف سے پریشان ہو کر مسلمان عاجز آ گئے۔ جب کافروں نے مسلمانوں پر اس طرح کے ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے۔ تو حضور ﷺ نے ان کو ہجرت کی اجازت دے دی۔ اجازت ملنے پر ایک قافلہ حبشہ کے جانب روانہ ہو گیا۔ اس قافلے کے سربراہ حضرت عثمان غنی تھے۔

ہجرت

اسلام کی تاریخ میں ہجرت کی بڑی اہمیت ہے۔ ہجرت کے معنی شریعت کی اصطلاح میں یہ ہے کہ وہ خطۂ زمین جہاں مسلمان عبادت اور اس کے دینی اور دنیاوی احکام کی اتباع نہ کر سکیں۔ اور دشمنوں کی طرف سے اس سلسلے میں رکاوٹیں قائم کی جائیں۔ اور مسلمان اتنے طاقتور نہ ہوں کہ وہ اس نظامِ ظلم کو بدل سکیں۔ تب ان پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اپنا وطن چھوڑ کر کسی ایسی جگہ پناہ لیں جہاں وہ اسلام پر پوری طرح عمل کر سکیں۔ لہٰذا مسلمان مکہ سے مدینہ کی جانب چھپ چھپ کر ہجرت کرنے لگے۔ مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں جو دشواریاں پیش آئیں اسے برداشت کیں۔ جب اکثر صحابۂ کرام ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گئے اور مکہ میں مسلمان کم ہو گئے۔ صرف حضور علیہ السلام اور آپ کے چند خاص صحابہ رہ گئے۔ تو کافروں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مکہ کے سردار ''دارالندوۃ'' میں جمع ہوئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی فیصلہ کریں۔ ایک بولا گلے میں زنجیر ڈال کر قید کر دو۔ اس محفل میں نجد کا ایک بوڑھا بھی تھا۔ یہ بولا مشورہ درست نہیں ہے کیوں کہ محمد ﷺ کے قید ہونے کی خبر عام ہو جائے گی اور مسلمان ان کو چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا، اسے سرکش اونٹ پر بٹھا کر روانہ کر دو جہاں اُس کا دل چاہے چلا جائے، زندہ رہے یا مر جائے۔ نجدی بوڑھا بولا یہ رائے بھی درست نہیں ہے۔ اب ابو جہل بولا عرب کے ہر مشہور قبیلے سے ایک ایک جوانمرد کا انتخاب کیا جائے۔ یہ سب رات کی تاریکی میں حضور ﷺ کو گھیر لیں۔ جب محمد ﷺ صبح نماز کو نکلیں تو یہ سب ایکدم ان پر حملہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیں تاکہ محمد کا خون ایک قبیلہ پر نہ ہو بلکہ تمام قبائل پر ہو اور ان سے کوئی بدلہ نہ لے سکے یہ تجویز منظور کی گئی۔ چنانچہ کافروں نے ایسے ہی پورے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضور ﷺ نے حضرت علی سے کہا کہ لوگوں کی امانتیں میرے پاس ہیں۔ تم میرے بستر پر سو جاؤ۔ کچھ فکر نہ کرنا۔ صبح کو تم سب کی امانتیں سپرد کر کے آ جانا۔ حضرت علی آپ کے بستر پر سو گئے۔ حضور ﷺ دولت خانہ سے سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے نکلے اور کافروں کی طرف ایک مٹھی مٹی پھینکی جس سے سب اندھے ہو گئے۔

جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ہر ایک کے سر پر خاک پڑی ہے۔ گھر کے اندر گئے حضرت علی کو بستر پر سوئے ہوئے پایا اور افسوس کرتے رہ گئے۔ حضور ﷺ حضرت صدیق کے گھر گئے اور خوشخبری سنائی کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس سفر میں تم میرے ساتھ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے سامان سفر تیار کیا۔ ۲۷ر صفر ۱۳ر نبوت کی رات کی تاریکی میں دونوں چل پڑے۔ غار حرا کے قریب پہنچے تو حضرت صدیق نے پہلے اندر جا کر غار کی صاف صفائی کی جہاں سوراخ تھا وہاں اپنے کپڑے پھاڑ کر اسے بند کر دیا۔ ایک سوراخ باقی رہ گیا جس پر حضرت صدیق نے اپنا انگوٹھا یا ایڑی لگا دی۔ سرکار دو عالم ﷺ صدیق اکبرؓ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ کر آرام فرمانے لگتے ہیں۔ اسی دوران ایک سانپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے کو ڈس لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیر کو جنبش نہ دی۔ سرکار جب بیدار ہوئے تو اپنا لعاب دہن وہاں پر لگا دیا۔ پھر تین دن کے بعد وہاں سے مدینہ کیطرف روانہ ہوئے۔ ۸ر ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوت بروز پیر ۲۳ر ستمبر ۶۲۲ء مقام قباء پر پہنچ گئے اور اس دوران مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔

اسلام کا پہلا جمعہ : ۱۲ر ربیع الاول سنہ ۱ھ کو حضور ﷺ قباء سے روانہ ہو کر بنو سالم کی آبادی میں آئے۔ اور سو آدمیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپ مدینہ میں داخل ہو گئے اس کا پہلا نام یثرب تھا۔ آپ کے داخل ہوتے ہی مدینۃ النبی ہو گیا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو خوشی کی انتہا نہ رہی اور بچیوں نے یہ اشعار گایا۔

طَلَعَ البدرُ علینا　　مِنۡ ثَنِیَاۤ تِ الۡوَدَاعِ

وَجبَ الشُّکرُ علینا　　مَادَعَ لِلّٰہِ دَاعِ

اَیُّھا المَبعُوثُ فِینَا　　جِیۡتَ بِا لَا مرِالمُطَاعِ

حضور ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی تمام قبیلے والوں کو بلایا اور معاہدہ کیا تا کہ لوگ امن و امان کی زندگی گزار سکیں۔ سب نے اس معاہدے پر دستخط کیا۔

رمضان ۲ھ میں غزوۂ بدر کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں مسلمانوں کی قلیل جماعت نے کافروں کے بڑی جماعت کو شکست دیا۔

غزوۂ اُحد ۳ھ میں واقع ہوا۔ قریش پورے سازوسامان کے ساتھ غزوہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے روانہ ہوئے۔ مسلمان بھی مدینہ سے نکل کر تقریباً تین کوس کے فاصلے پر اُحد پہاڑ کے قریب مقابلہ کیا۔ شروع میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا۔ مگر حضور ﷺ کے بتائے ہوئے جگہ سے ہٹ گئے جس سے مسلمانوں پر کافروں نے پیچھے سے حملہ کیا جس سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اس جنگ میں ستر صحابۂ کرام نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ۸ھ میں فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا۔ یہ معمولی بات نہیں تھی کہ جس شہر سے محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو نکلنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ آج آپ اسی شہر میں بحیثیت فاتح داخل ہو رہے ہیں اور قرآن کی یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

پھر آپ مسلمان مردوں اور عورتوں سے بیعت لیتے ہیں۔ ۱۱ھ وفات سے چھ ماہ قبل آپ پر سورۃ "اذا جاء" نازل ہوئی جس پر آپ سمجھ گئے کہ روانگی کا وقت قریب ہے۔ حجۃ الوداع کے آخری خطبہ میں آپ نے فرمایا تھا کہ میں عنقریب دنیا چھوڑنے والا ہوں۔ حضور رحمت العالمین کا اس دنیا میں تشریف لانا صرف اس لئے تھا کہ آپ خدا کے آخری اور قطعی پیغام، یعنی دین اسلام کے احکام بندوں تک پہنچا دیں اور خدا کی حجت تمام فرما دیں۔ چنانچہ خاتم النبین نے اس قصر ہدایت کو اس طرح مکمل فرما دیا کہ حضرت حق جل جلالہ نے اس پر اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی مہر لگا دی۔ چنانچہ ۲۹ / صفر پیر کے دن آپ ایک جنازہ سے شرکت کے بعد آ رہے تھے کہ سر میں درد ہو گیا اور بخار آ گیا۔ بیماری کے کل ایام ۱۳ / یا ۱۴ / دن تھے۔ آخر دوشنبہ خاص وفات کے دن مسواک کی اور فرمایا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دارِ فناء سے دارِ بقاء کی جانب کوچ فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔